البشیر کی جانب سے صادق المہدی کی منتخب حکومت کا تختہ الٹنے کی کارروائی کی مکمل حمایت کرنے اور پھر دس سال تک حکومت میں ان کے قریب ترین شریک کار کی حیثیت سے خدمات انجام دینے، قومی اسمبلی کے اسپیکر اور حکمراں جماعت نیشنل کانگریس پارٹی کی سربراہی کے منصب پر فائز رہنے کے بعد صدارتی اختیارات میں کمی اور پارلیمنٹ کے اختیارات میں اضافے کے لیے ایک مسودہ قانون لانے کی کوشش پر صدر بشیر کے عتاب کا نشانہ بننے والے، ڈاکٹر حسن الترابی کی جانب سے، جنہوں نے حکمراں جماعت سے علیحدگی کے بعد پاپولر نیشنل کانگریس پارٹی کے نام سے اپنی الگ جماعت بنائی ہے، صدر بشیر کے خلاف امریکا اور اسرائیل کی آلہ کار بین الاقوامی عدالت کی کارروائی کی مکمل حمایت اور یہ مطالبہ کہ عمر البشیر کو اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کردینا چاہیے، یقیناً حیرت انگیز ہے۔ وہ سوڈان کے واحد اہم رہنما ہیں جنہوں نے صدر بشیر کے خلاف آئی سی سی کے اقدامات کی پرزور حمایت کی ہے۔ اس عدالت کی جانب سے صدر بشیر کے خلاف چارج شیٹ جاری کیے جانے پر ۱۲ جنوری ۲۰۰۹ء کو انہوں نے صدر بشیر کو دارفور میں ہونے والے مظالم کا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے کہا کہ ملک کی سلامتی کے لیے صدر کو بین الاقوامی عدالت میں پیش ہوجانا چاہیے۔ اس کے بعد ۱۴ جنوری کو انہیں ایک بار پھر نظر بند کردیا گیا تاہم چار مارچ کو صدر بشیر کے خلاف آئی سی سی کی جانب سے وارنٹ کے اجراء کے چند روز بعد ان کی رہائی عمل میں آگئی۔ اس کے فوراً بعد سوڈان ٹریبون کے آن لائن ایڈیشن میں دس مارچ ۲۰۰۹ء کو شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق ڈاکٹر حسن الترابی نے ۹ مارچ کو بی بی سی کی عربی سروس کو دیے گئے ایک انٹرویو میں کہا کہ:

''بین الاقوامی انصاف کے معاملے میں میرا موقف اٹل اور اصولی ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ یہ موقف اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی طاقت کے مقابلے میں عدالت کے دائرہ اختیار کی توسیع اور انصاف کی فراہمی کے حوالے سے زیادہ مضبوط ہے۔'' انہوں نے سوڈانی حکومت کے اس دعوے کی تردید کرتے ہوئے کہ بین الاقوامی عدالت نے صدر بشیر کو سیاسی بنیادوں پر ملزم ٹھہرایا ہے، کہا کہ ''عدالت سیاستدانوں اور سفارت کاروں پر نہیں بلکہ ججوں اور قانون دانوں پر مشتمل ہے۔ وہ ثبوت وشواہد کی بنیاد پر حکم جاری کرتے ہیں.... الزامات سوڈانی حکومت کے نہیں بلکہ ایک شخص کے خلاف ہیں۔ لہٰذا اسے عدالت کے مطالبے کو مان لینا چاہیے۔'' ڈاکٹر ترابی نے بی بی سی سے اس بات چیت میں مزید کہا ''اگر اس وجہ سے کہ

عدالت کے پاس پولیس فورس نہیں ہے، وہ اس کا حکم نہیں مانتے تو عدالت وارنٹ گرفتاری پر عمل درآمد کا معاملہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے حوالے کر دے گی۔'' قانون کے سابق پروفیسر نے مزید کہا کہ آئی سی سی کے پراسیکیوٹر کی درخواست کو پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ [عمر البشیر کے خلاف] ''الزامات کو مسترد کرنے کے لیے ایک مستند وکیل'' کی ضرورت ہے۔ انہوں نے صدر بشیر سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے آپ کو انٹرنیشنل کریمنل کورٹ کے حوالے کر دیں اور کہا کہ ''اس سے سوڈان کے بین الاقوامی تعلقات میں بہتری آئے گی۔[۱]''

کیا صدر بشیر سے گرفتاری پیش کر دینے کا مطالبہ معقول ہے؟

صدر عمر البشیر سے ڈاکٹر ترابی کا یہ مطالبہ کہ وہ اپنے آپ کو انٹرنیشنل کریمنل کورٹ کے حوالے کر دیں، توازن اور اعتدال پر مبنی نظر نہیں آتا۔ دارفور کے معاملے میں اسرائیل، امریکا اور اس کے مغربی اتحادیوں کے سیاسی اور استعماری عزائم کے تناظر میں، ڈاکٹر ترابی کی جانب سے انٹرنیشنل کریمنل کورٹ کی وکالت اور سوڈانی صدر کے خلاف اس عدالت کے اقدام کو قطعاً غیر سیاسی قرار دینے کو منصفانہ تسلیم کرنا آسان نہیں۔ ڈاکٹر حسن الترابی کی سیاسی زندگی کے نشیب وفراز سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے موقف میں توازن اور تسلسل برقرار نہیں رہا ہے۔ مثلاً ۱۹۸۹ء میں صادق المہدی کی سربراہی میں قائم مختلف الخیال سیاسی طاقتوں کو ملکی سالمیت اور قومی یکجہتی کے ایجنڈے پر متفق کرنے کے لیے کوشاں منتخب جمہوری حکومت کے خلاف فوجی انقلاب کی مکمل حمایت کرنا اور پھر دس برس تک فوجی ڈکٹیٹر کے نظریاتی سرپرست اور قریب ترین مشیر کا کردار ادا کرنا، ان جیسے ممتاز اسکالر اور رہنما کے لیے کسی بھی طرح مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ عمر البشیر کے اقتدار کے ابتدائی برسوں میں سیاسی مخالفین کے خلاف جو غیر جمہوری اقدامات کیے گئے، ناقدین ڈاکٹر ترابی کو بھی اس کے ذمہ داروں میں شامل کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان تمام باتوں کے باوجود وہ دس سال تک عمر حسن البشیر کے دست راست کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ بظاہر لگتا ہے کہ عمر البشیر سے اختلافات کے بعد وہ جذباتی کیفیت کی دوسری انتہا پر پہنچ گئے ہیں اور شاید ان

۱۔ بحوالہ: http://www.sudantribune.com/spip.php?article30451

کے مزاج میں صدر بشیر کے خلاف تلخی اس قدر زیادہ ہے کہ وہ متوازن موقف اپنانے میں کامیاب نہیں ہو پا رہے ہیں۔ جناب حسن ترابی اسی مزاج کا مظاہرہ فقہی معاملات میں بھی کرتے ہوئے خیالات کے انقلاب سے دوچار ہو چکے ہیں[1]۔ جبکہ صدر بشیر کی تمام غلطیوں کے باوجود یہ بہر حال حقیقت ہے کہ بیشتر مسلم حکمرانوں کے برعکس وہ امریکا اور اسرائیل کی نگاہوں میں بری طرح کھٹکتے ہیں، اس کی وجہ واضح طور پر یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ملک اور اس کے قیمتی وسائل کو اب تک امریکا اور اس کے اتحادیوں کے تسلط سے بچانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے خاص طور پر چین کا تعاون حاصل کیا ہے جس نے اپنے طرزِ عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ کوئی استعماری عزائم نہیں رکھتا اور ترقی پذیر ملکوں سے اس کا تعاون دونوں ملکوں کے باہمی مفاد کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ بین الاقوامی مبصرین اس حقیقت کو سمجھتے ہیں اور اس کا اظہار ان کی تحریروں میں کیا جاتا رہتا ہے۔ برطانوی تجزیہ کار لنڈا ایس ہرڈ (Linda S. Heard) کے تجزیے کی صورت میں ایسا ہی ایک حوالہ پچھلے صفحات میں دیا جا چکا ہے۔ اپنے اس تجزیے میں انہوں نے امریکا اور اس کے مغربی اتحادیوں کی سوڈانی حکومت سے ناراضگی کے اس سبب کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

''بین الاقوامی عدالت کے ناقدین، جن کا دعویٰ ہے کہ سوڈان کے معاملے میں یہ عدالت سیاسی کھیل میں ملوث ہے، سمجھتے ہیں کہ سوڈان کے مغرب میں تیل کے ذخائر کی دریافت... جن کا بڑا حصہ چین کے لیے ہے ...سوڈانی لیڈر سے ناراضگی کے اسباب میں شامل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تیل کی مغربی کمپنیاں سوڈان کے تیل تک رسائی میں عموماً ناکام رہی ہیں جس نے پٹروکیمیکل کی صنعت میں چین کو بھاری سرمایہ کاری کے مواقع فراہم کیے ہیں۔ آج چین سوڈان کا دو تہائی یا اس سے بھی زیادہ تیل خریدتا ہے۔ اس چیز نے واشنگٹن اور بیجنگ کے درمیان ایک دھیمی سرد جنگ شروع کرا دی ہے[2]۔''

۱۔ ڈاکٹر حسن ترابی ماضی کے برعکس اب نماز باجماعت کی امامت، جس میں مرد بھی مقتدی ہوں، عورتوں کے لیے جائز بتاتے ہیں، نماز کے دوران مردوں اور عورتوں کی الگ الگ صف بندی کے بجائے ان کا ایک ہی صف میں کھڑا ہونا جائز قرار دیتے ہیں۔ مالی معاملات میں قرآن کے قانون شہادت کی رو سے ایک مرد کی جگہ دو عورتوں کی ہدایت کو اسلام کو نہ سمجھنے کا نتیجہ بتاتے ہیں، حتیٰ کہ وہ غیر مسلم اہل کتاب سے مسلمان عورتوں کے نکاح تک کو بھی اسلام کی رو سے درست قرار دیتے ہیں۔ (بحوالہ سوڈان ٹریبون۔ ۱۳ اپریل ۲۰۰۶ء)۔

۲۔ بحوالہ: روزنامہ عرب نیوز جدہ۔ دس مارچ ۲۰۰۹ء